ڈاکٹر محمد جاوید خان

ڈاکٹر محمد جاوید خان
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، آزاد جموں و کشمیر یونی ورسٹی، مظفر آباد

ڈاکٹر راحیلہ خورشید

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، شہید بے نظیر بھٹو وومن یونی ورسٹی پشاور

اقبال کی شاعری کے کشمیری شعرا پر اثرات: تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

ABSTRACT

Influence of Iqbal,s poetry on Kashmiri poets
By Dr. Muhammad Javed Khan, Assistant Professor, Department of Urdu, Azad Jamo Kashmir University, Muzaffar abad. And Dr. Raheela Khursheed, Assistant Professor, Department of Urdu,Shaheed Benazir Bhutto women University, Pishawar.

In the beginning of the nineteenth century, it is pertinent to mention that many political and social movements started in India. These movements affected the entire system of entire India. The effects of these movements must have been felt in the state of Jammu and Kashmir . The effects of the political movements within India caused to be established in Kashmir as a result of which political and social awareness became the shape of a movement. People outside Kashmir played a significant role in strengthening the spirit of this initiative. Among them, people like M. Zafar Ali Khan, M. Abdul Majeed Salik Muhammad Deen Fawk, Maulana Ghulam Rasool Mehr, Syed Attaullah Shah Bukhari Hafeez Jalandhri and Shurash Kashmiri did not speak a single word, but the most powerful voice among them was Allama Muhammad Iqbal. It is significantly added that the poets of Kashmir accepted the influence of Iqbal's thought. Apart from Pirzada Ghulam Ahmad Mehjoor Ghulam Rasool Nazqi Abdul Ahad Azad Shaha Zor Kashmiri Shourida Kashmiri, there are many poets including Hamidi Kashmiri Khalifa Abdul Hakeem, Khushi Muhammad Nazer, Hakeem Manzoor Mirza Ghulam Hasan Baig, Ghulam Ahmad Faisal Kashmiri who were influenced by Iqbal's thought and inspired in his poetry.

Keywords: jamu and Kashmir, Allama iqbal poetry effects, Kashmiri poet.

جموں وکشمیر کی سیاسی، سماجی، تہذیبی اور جغرافیائی تاریخ بڑی متنوع اور تغیر پذیر رہی ہے۔لیکن دنیا میں خطہ کشمیر سیاسی اور جغرافیائی حوالوں سے زیادہ نمایاں رہا ہے۔ خطہ کشمیر پر بدھ مت، چین کے تاتاریوں، ہندوؤں، مسلمانوں اور مسلمانوں میں کشمیری، مغل اور افغانوں کے علاوہ سکھوں اور ڈوگروں نے بھی حکومت کی۔ ان تمام ادوار میں بحیثیت مجموعی مسلمانوں نے اور مسلمان حکمرانوں میں زین العابدین بڈشاہ کا عہد حکومت اہل کشمیر کے لیے اطمینان وسکون اور خوشحالی لیے ہوئے تھا۔ جب کہ باقی تمام ادوار کو ظلم اور بربریت کی وجہ سے کشمیر کے سیاہ ادوار سے تعبیر کیا جاتا ہے:

زین العابدین بڈشاہ کا نصف صدی کا دور تاریخ کشمیر میں مسلمانوں کا عہد زریں کہلاتا ہے۔اس دور میں اسلامی عظمت کے کئی فانوس جگمگائے اوران کی روشنی دور دور تک پھیلی۔(۱)

کشمیر کے جغرافیائی تنوع کی طرح یہاں زبانوں کا تنوع بھی حیرت انگیز ہے۔سنسکرت، ڈوگری، فارسی، اردو، کشمیری، پہاڑی، بلتی شینا، بروشسکی، بدرواہی جیسی زبانوں نے اس خطے پر گہرے تہذیبی، ثقافتی اور ادبی نقوش چھوڑے ہیں۔ بالخصوص مسلم عہد حکومت میں فارسی زبان نے بہت ترقی کی۔ فارسی زبان کے ساتھ ساتھ کشمیر میں جس دوسری زبان نے ادبی اور سماجی مقبولیت حاصل کی وہ کشمیری زبان ہے۔کشمیر کے روح پرور نظاروں اورحسن کشمیر کی تہذیب وثقافت اور یہاں کے لوک گیتوں اور کہانیوں نے کشمیری زبان کی اس طرح آبیاری کی کہ جلد ہی یہ علم وادب کی زبان بن گئی۔للہ عارفہ، شیخ نور الدین ولی رشی، حبہ خاتون، عبدالاحد ناظم، واز محمود، پیرزادہ غلام احمد مہجور، عبدالاحد آزاد، میر غلام رسول نازکی، غلام احمد ناز اور طاؤس بانہائی جیسے لوگوں نے کشمیر کے حسن دلفریب، روایات، تہذیب وثقافت جذبہ حریت، تصوف اور کشمیر کی کلاسیکی روایت کو بڑے ہی خوب صورت اور دلنشین پیرائے میں بیان کیا ہے۔للہ عارفہ کے ''للہہ واکھیہ'' آج بھی کشمیر میں مقبول ہیں۔جن میں انھوں نے انسان دوستی، اخوت، مساوات، عدل وانصاف اور خاص کر صوفیانہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔

آیَس کیمہَ دِشہِ تہٕ کمہٕ وَتے گژھ کمہٕ دِشہِ کوزانہ وَتھ آنتہ دانے لگَے تتے چھینسِ پھوہ
کسن کا نژھ نوستھٔ (۲)

یعنی میں کہاں سے آئی ہوں اور کس راہ پر مجھے چلنا ہے مجھے کچھ پتہ نہیں کاش کہ میں اس راز سے آگاہی حاصل کرسکوں۔ اگر آخری وقت میں بھی مجھ پر یہ راز آشکارا ہوگیا تو میں اِسے کامیابی سمجھوں گی ورنہ یہ زندگی اِس کی کوئی اہمیت نہیں کوئی مصرف نہیں۔

اردو زبان نے کشمیر میں بڑی تیزی سے ترقی کی منزلیں طے کیں اور اس ترقی میں بلاشبہ کشمیری شعرا اور ادیبوں کا کردار بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ کشمیری شعرا ابتدا میں فارسی میں شعر کہتے تھے۔اس لیے جب وہ اردو کی مقبولیت کے پیش نظر اردو شاعری کی طرف راغب ہوئے، تو انھوں نے فارسی تراکیب، الفاظ واصطلاحات کو بڑی عمدگی سے اردو شاعری میں

برتا۔ جب اردو کشمیر میں ترقی کی منزلیں طے کر رہی تھی، ٹھیک اُسی وقت ہندوستان میں سیاسی، سماجی اور علمی سطح پر تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں۔ مولانا محمد حسین آزاد، مولانا الطاف حسین حالی اور ان کے معاصرین کی بدولت اردو شاعری درباروں سے نکل کر اب لوگوں کے مسائل سے ہم آہنگ ہو چکی تھی۔ ہندوستان کے اندر چلنے والی سیاسی تحریکوں کے اثرات کشمیر میں بھی مرتب ہونے لگے۔ جس کے نتیجے میں کشمیر میں سیاسی اور سماجی بیداری نے ایک تحریک کی شکل اختیار کر لی۔ سیاسی بیداری اور غلامی سے نجات کے جذبے نے اردو ادب بالخصوص اردو شاعری کو بہت متاثر کیا۔ کشمیر سے باہر کے لوگوں نے جذبہ حریت کو تقویت دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان میں مولانا ظفر علی خان، مولانا عبدالمجید سالک، محمد دین فوق، مولانا غلام رسول مہر، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، حفیظ جالندھری اور شورش کاشمیری جیسے لوگوں نے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا لیکن ان میں سب سے توانا آواز علامہ محمد اقبال کی تھی۔

علامہ محمد اقبال کے آبا وَ اجداد تقریباً دو سو سال قبل کشمیر سے ہجرت کر کے ہندوستان آ بسے تھے لیکن اس کے باوجود اقبال نے کشمیر کو اپنا آبائی وطن جانا۔ کشمیر سے محبت ان کی رگ رگ میں رچی بسی تھی اور یہ محبت مرتے دم تک موجود رہی:

کشمیر کا چمن جو مجھے دل پذیر ہے　　اس باغ جاں فزا کا یہ بلبل اسیر ہے
ورثے میں ہم کو آئی ہے آدم کی جائیداد　　جو ہے وطن ہمارا وہ جنت نظیر ہے(۳)

علامہ اقبال کو شدید دکھ تھا کہ کشمیر اور اہل کشمیر کو امرتسر معاہدے کے تحت فروخت کیا گیا ''قومے فروختند چہ ارزاں فروختند''۔ یہ علامہ اقبال ہی تھے جنھوں نے کشمیریوں کو ڈوگرہ حکومت کے خلاف اپنی آواز بلند کرنے پر آمادہ کیا۔ علامہ اقبال نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے سربراہ کی حیثیت سے بھی عملی کردار ادا کیا۔ کشمیر کا درد اُن کی زندگی کا جزو لاینفک بن چکا تھا۔ ڈاکٹر صابر آفاقی کے مطابق:

> جو حضرات علامہ کی زندگی اور اِس کے نشیب وفراز پر نظر رکھتے ہیں وہ ہماری رائے سے اتفاق کریں گے کہ ہوش سنبھالنے سے لے کر دم واپس تک جو دکھ جو درد اور جو غم علامہ کو خار پیرہن بن کر بے قرار رکھتا رہا وہ یہی کشمیر کی پامالی اور کشمیریوں کی غلامی و بے بسی کا غم تھا۔ (۴)

ایسے وقت میں جب کہ کشمیر میں تحریک حریت پوری طرح بیدار تھی علامہ اقبال برصغیر میں ایک بہت بڑے دانشور، مفکر، مصلح قوم اور عظیم شاعر کی حیثیت سے شہرت حاصل کر چکے تھے۔ اُن کی شاعری نے بالخصوص کشمیر کے تناظر میں نہ صرف جذبہ حریت کو مزید پختہ کیا بلکہ اُن کی شاعری کشمیری شعرا پر بھی اثر انداز ہونے لگی۔ اُن کی شاعری میں موجود خودی، غلامی سے نفرت، آزادی کی خواہش اور حرکت وعمل کا پیغام کشمیر کے سیاسی وسماجی حالات سے گہری وابستگی رکھتا تھا۔ ایسے حالات میں جب کہ کشمیری قوم پر حاکم وقت کا ظلم وستم اپنی انتہاؤں کو چھو رہا تھا۔ اقبال کا پیغام نہ صرف کشمیری قوم کی آواز بنا

بلکہ اس نے شعر وادب کو بھی متاثر کیا۔ جن شعرا کے ہاں اقبال کے اثرات بہت گہرے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

ا۔ پیرزادہ غلام احمد مہجور:

کشمیر کے شعراء میں اقبال کی شاعری، افکار اور نظریات کو سب سے زیادہ قبول کرنے والے شاعر غلام احمد مہجور ہیں۔ مہجور اردو اور کشمیری دونوں زبانوں پر یکساں قدرت رکھتے تھے۔ انھوں نے دونوں زبانوں میں شعر کہے اور دونوں زبانوں میں نئے نئے موضوعات داخل کیے۔ یہ موضوعات صرف کشمیر کے دلفریب مناظر تک ہی محدود نہیں بلکہ آپ بے بس اور مظلوم کشمیریوں کی آواز بھی بنے۔ حب الوطنی، رجائیت، آزادی اور حریت کے موضوعات بھی اُن کی شاعری میں جگہ جگہ ملتے ہیں:

> مہجور کاشمیری کی عظمت یہ ہے کہ انھوں نے اپنے انداز سخن سے کشمیری شاعری کو یاسیت اور قنوطیت کی آب جُو سے نکال کر امید اور روشنی کا محیط بے کراں بنا دیا۔(۵)

مہجور اور اقبال کا تعلق بہت گہرا تھا۔ دونوں مشاہیر کے درمیان خط کتابت بھی ہوتی رہی۔ مہجور اقبال کی شخصیت سے بہت متاثر تھے۔ اِس کے اثرات اُن کی شاعری پر بھی پڑے۔ اقبال کی طرح مہجور بھی کشمیری قوم کو غلامی سے نجات دلانا اور اُن میں جذبہ حریت کو بیدار کرنا چاہتے تھے۔ اقبال کے سفر کشمیر کے دوران تخلیق کی جانے والی نظمیں ''غنی کاشمیری'' اور ''ساقی نامہ'' سے اگر کوئی شخص سب سے زیادہ متاثر ہوا تو وہ مہجور تھے۔ اقبال کے اس دورے کے بعد مہجور نے کشمیری زبان میں فکر اقبال کی ترجمانی کرنے کی کوشش کی۔ اس تناظر میں آپ کی نظم ''باغ نشاط لے گر ناز کراں کراں ولؤ'' بہت مقبول ہوئی۔

اقبال کی شاعری کے جس پہلو سے مہجور بہت متاثر ہوئے اور اپنی شاعری میں کھل کر اِس کا اظہار کیا وہ وطن سے محبت ہے۔ اقبال کے آباؤ اجداد بہت عرصہ قبل کشمیر چھوڑ کر ہندوستان جا بسے۔ لیکن اِس کے باوجود اقبال خود کو ''تنم گلے زخیابان جنت کشمیر'' قرار دیتے ہیں۔ ''ملازادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض''، ''کشمیر''، ''ساقی نامہ'' غرض اقبال نے کشمیر سے متعلق جتنا لکھا اُس میں کشمیر کی محبت اور کشمیریوں کا درد خوب خوب عیاں ہوتا ہے۔

خوشا روز گارے خوشا نو بہارے | نجوم پرن است از مرغ زادے
زمین از بہاراں چوباں تدورے | زفوارہ الماس بار آبشارے(۶)

کشمیر سے یہی محبت ہمیں مہجور کے کلام میں بھی نظر آتی ہے۔ آپ کی شاعری وطنیت کے جذبے سے معمور ہے۔ خصوصاً آپ کی نظم ''ترانۂ وطن'' آپ نے جس طرح کشمیر کی دلکشی کو عیاں کیا ہے اور اس نظم میں آپ کو جو جوش و جذبہ کارفرما نظر آتا ہے اِس کی مثال پیش کرنا مشکل ہے۔ آپ نے کشمیر کی دلفریبی کے ساتھ ساتھ کشمیریوں کی مشکلات کو بھی بیان کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی۔ دیہی زندگی، زندگی کی مشکلات، دیہاتیوں کا صبر، جفاکشی اور خواتین کے مسائل بالخصوص ان کی

چھوٹی چھوٹی خوشیاں، فطری سادگی کے ساتھ ساتھ ان کے مصائب دیکھ کر مہجور کا دل بھر آتا ہے۔ وہ کشمیر کے ایک ایک ذرے کو محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔اس سے ان کی وطن پرستی اور وطن سے محبت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اندی اندی سفید سنگر دیوار سنگ مرمر
منزہ بھاگ بز گوہر گلشن وطن چھ سونوی(۷)

اردوگرد کے برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑ سنگ مرمر کی دیواریں ہیں اور ان کے بیچ میں سرسبز میدان اور باغات گویا زمرد کے ڈھیر ہیں۔

مہجور وطن کی آزادی کے بھی خواہاں ہیں۔حریت اور جذبۂ آزادی کا سبق بھی مہجور نے اقبال سے حاصل کیا۔اقبال کی نظم ''خطاب بہ نوجوانان اسلام'' کے تناظر میں آپ نے نظم ''خطاب بہ مسلم کشمیر'' تحریر کی اور علامہ اقبال کے انداز میں ہی کشمیر کے نوجوانوں سے مخاطب ہوئے ہیں:

بتا اے مسلم کشمیر سوچا بھی کبھی تو نے تو ہے کس گلشن رنگیں کا برگ شاخ عریانی
تیرے اسلاف وہ تھے جن کے علم وفضل کے آگے ادب سے جھکتے تھے دانشوران ہند و ایرانی(۸)

علاوہ ازیں مہجور کی شاعری میں حرکت وعمل کے علاوہ فطرت پسندی، خودی تقدیر اور انقلاب کے متعلق موضوعات میں اقبال کے اثرات کی جھلک صاف دیکھائی دیتی ہے:

خُدی ہنز توپھ لَیتھ بے خدیُ ہند قبلہ پاوں چھُم
مجھے خودی کی توپ سے بے خودی کے قلعے کو گرانا ہے(9)

اِسی طرح مہجور کی بعض نظمیں انقلابی خیالات کی عکس ہیں اور انداز وہی ہے۔جو اقبال کا ہے جیسے ''گلشن ولن چھ یونے'' (گلشن سے وطن ہمارا)، ''ولو باغ نموانو'' (آئے اے باغباں)، ''سنگر مالن پیو پرا گاش'' (چوٹیاں منور ہوگئیں)، ''منصور سوگئیں''، اور ''نوکشمیر'' (نیا کشمیر) قابلِ ذکر ہیں۔مہجور نے عام کشمیری سے بات چیت کی ہے۔وہ اسے اپنی خودی پہنچاننے کی تلقین کرتے ہیں۔علاوہ ازیں احترام انسانیت، مشرق کی بیداری اور جذبہ حریت جیسے پہلوؤں میں صاف اقبال کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔

۲۔غلام رسول نازکی:

غلام رسول نازکی فارسی، اردو اور کشمیری تینوں زبانوں پر دسترس رکھتے تھے۔ان کی شاعری میں مشاہدات کی گہرائی موجود ہے۔شخصیت میں جلوہ گری کی موجودگی کے ساتھ ساتھ عقلی قوتوں سے کام لے کر جذبات کو قابو رکھنے میں بھی کامیاب نظر آتے ہیں۔ان کی شاعری جدوجہد حوصلہ، تزکیہ نفس دنیا کی بے ثباتی اور استغنا جیسی صفات سے متصف ہے۔ان

کے ہاں غم کی فضا بھی موجود ہے اور یہ غم یہاں زندگی کی اہم ترین حقیقت کی صورت میں نظر آتا ہے۔ غلام محمد میر طاؤس کے مطابق:

> نازکی صاحب کشمیر کی حسین وجمیل وادیوں کے پروردہ ہیں اور اُن کی چشم ہر رنگ میں وارہی ہے اس لیے کشمیر کے خوب صورت مناظر اُن کی شخصیت کا حصہ بن گئے ہیں۔ انھیں محبوب میں بھی کشمیر کی رعنائی نظر آتی ہے۔(۱۰)

کشمیر کے سیاسی اور سماجی حالات نے ہر شاعر کو آزادی، جذبہ حریت اور انقلابی رجحان سے مالا مال کر دیا۔ یہ انقلابی رجحان نازکی کے ہاں بھی نظر آتا ہے۔ انقلابی شاعری میں وہ اگر چہ جوش، چکبست اور بالخصوص اقبال سے متاثر نظر آتے ہیں لیکن نازکی اپنے ان خیالات کو کشمیر کی دھرتی سے جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اقبال جب اپنے پیغام کو نوجوانوں تک پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں:

جس خاک کے ضمیر میں ہو آتش چنار
ممکن نہیں کہ سرد ہو وہ خاک ارجمند(۱۱)

تو اقبال کے اسی جذبے سے نازکی بھی متاثر ہوتے ہیں اور پکار اُٹھتے ہیں:

وہ جس کے دم سے آزادی کی حد محدود ہوجائے　　وہ ننگ آدمیت یک قلم نا بود ہوجائے
سبق دے گا زمانے کو مساوات وا خوت کا　　ایاز اِس دور کا کل اگر محمود ہوجائے(۱۲)

اقبال کی طرح نازکی بھی نبی پاکؐ کے عشق میں ڈوبے ہوئے نظر آتے ہیں نبی پاکؐ کی ذات سے انھیں گہرا عشق تھا اور وہ دیدار مصطفیٰؐ کو متاع زیست قرار دیتے ہیں۔

تزئین کائنات رسولؐ خدا کی ذات　　تنویر شش جہات رسولؐ خدا کی ذات
جہل خرد کا شور زمیں میں چھپا ہوا　　سرچشمہ حیات رسول خدا کی ذات(۱۳)

بعض مقامات پر نبی پاکؐ کی ذات سے وابستگی ان کے جذبات کو دوآتشہ بنا دیتی ہے اور جب رسولؐ میں بے اختیار اُن کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوجاتے ہیں۔ ایسے میں ان کا کلام اقبال کا کلام بن جاتا ہے۔

گم ہیں آفاق ذات میں جس کی　　علم جس کا ہے بحروبر پر محیط
ایک لمحہ ازل سے تا بہ ابد　　ذرہ ریگ کائنات محیط(۱۴)

اقبال کے فلسفہ وفکر میں عقل وعشق کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ وہ عشق کو عقل سے بالاتر گردانتے ہیں اور یہ خدشہ ظاہر کرتے ہیں کہ مغرب میں عقل کو عشق پر فوقیت دی جارہی ہے۔ جس کے نتیجے میں مغرب صنعتی، معاشی اور سائنسی ترقی تو حاصل کر چکا ہے لیکن اخلاقی پستی کا شکار ہو گیا ہے۔ ''احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات'' کے مصداق مغرب نے کمزور

اقوام کا استعمال کرنا اپنا وطیرہ بنالیا ہے۔اسی لیے وہ بے اختیار کہہ اٹھتے ہیں:

عقل تمام بولہب، عشق تمام مصطفیٰ

نازکی یہاں بھی اقبال کے اِس فلسفہ سے متاثر نظر آتے ہیں اور کہتے ہیں:

بنووم عشق بوڈ نعم الوکیلا کریم نائسُ بوٹھ کھسہ نچ سبیلا

ژوپا سے گھاٹہ جارن نال وستم پیومت نارس اندر چھُس زن خلیلا(۱۵)

یعنی میں نے عشق کو نعم الوکیل بنادیا۔ وہی میرے بچاؤ کی کوئی سبیل کرے گا۔عقل نے چاروں طرف سے میرا گھیراؤ کیا ہے اور میں آگ میں مثلِ خلیل گھِر گیا ہوں۔

جب ہم ان اشعار کا مطالعہ کرتے ہیں تو اقبال کے ان اشعار کی گونج سنائی دیتی ہے:

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

عذاب دانش حاضر سے باخبر ہوں میں کہ میں اِس آگ میں ڈالا گیا ہوں مثلِ خلیل(۱۶)

علاوہ ازیں انسان کی عظمت، خودی اور نیابت الٰہی بھی ایسے موضوعات ہیں جہاں نازکی اقبال کے اثرات کو قبول کرتے ہیں جس کے نتیجے میں نازکی کا پیغام اقبال کا پیغام بن جاتا ہے۔حقیقت میں یہ نازکی کی اقبال سے محبت کا نتیجہ ہے کہ ان کے کلام میں اقبال کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔

۳۔عبدالآحد آزاد:

کشمیری شعراء میں ایک اہم نام عبدالآحد آزاد کا بھی ہے جو اقبال اور فکر اقبال سے متاثر ہوئے۔ان کی بہت سی نظمیں ایسی ہیں جو آزاد کے انقلابی رجحان کو ظاہر کرتی ہیں۔''انقلاب''،''سرمایہ داری''،''میون وطن'' اور ''انقلاب روس'' جیسی نظموں میں ان کے انقلابی خیالات واضح طور پر دیکھے جاسکتے ہیں:

> نوجوان کا دل''ہاں بڑھے چلو'' کے نعرے بڑھاتے رہے اور زندگی کے دشوار راستے کے خطروں سے اور مذہب کے ٹھیکیداروں کی خودغرضانہ گمراہیوں سے خبردار کرتے رہے۔ بہتے ہوئے دریا کی روانی صدیوں سے جنت نشین بڈھ شاہ اور سرگباشی للتادتیہ کی زبانی اپنے ہم وطنوں کو وحدت، یگانگت، باہمی آشتی و اتحاد ''پریم اور لول'' کے ترانے سناتے گئے۔(۱۷)

آزاد کے کلام میں بہت سے ایسے موضوعات ہیں جن پر اقبال کی چھاپ بہت واضح ہے۔''عقل وعشق''،''خودی'' اور ''تقدیر پرستی'' کو انھوں نے ایسے ہی برتا ہے جیسے کہ اقبال نے۔''لول تہ گاٹہ چار''،''عقل وعشق''،''پاں ژاور''(آبشار)

اور ''دریاؤ'' میں آزاد نے جو منظر نگاری کی ہے اُس کا وہی انداز ہے جو اقبال کا ہے۔ اِسی طرح ''شکوہ ابلیس'' اقبال کی نظم ''نالۂ ابلیس'' کی طرز پر لکھی گئی ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کے بارے میں جو اقبال کے خیالات ہیں وہی آزاد کے ہیں۔ حرکت و عمل کا پیغام اقبال کے ہاں بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے جبکہ آزاد بھی خودی، انقلاب اور حرکت وعمل کو بہت اہم تصور کرتے ہیں۔

۴۔شہہ زور کاشمیری:

اقبال کی شاعری سے متاثر ہونے والوں میں شہہ زور کاشمیری بھی شامل ہیں۔ شعر کہنے کی فطری صلاحیت کے باعث ان کی شاعری میں خالص تخلیقی اور فکری عناصر نمایاں ہیں۔ اکبر الہٰ آبادی کے شاگرد ہونے کے ناطے فن عروض و روز مرہ اور محاورہ پر بھی دسترس حاصل ہے۔

شہہ زور کا عہد صرف کشمیر کا ہی نہیں بلکہ پورے ہندوستان کی بے چینی اور ہنگامہ آرائی کے عروج کا عہد ہے۔ پورے ہندوستان میں جاگیردارانہ اور استعمارانہ پالیسیوں کے خلاف لوگ جدوجہد کے لیے اپنے آپ کو منظم کر رہے تھے۔ کشمیر میں بھی حکومت وقت کی ظالمانہ پالیسیوں کے خلاف احتجاج میں شدت آرہی تھی۔ لوگوں میں سیاسی اور سماجی شعور بیدار ہو چکا تھا۔ لوگ صدیوں کی غلامی سے اب آزاد ہونا چاہتے تھے۔ اقبال کی آواز اس بیداری کی ملک کی سب سے توانا آواز تھی۔ شہہ زور نے اقبال سے متاثر ہو کر کئی انقلابی نظمیں لکھیں۔ ''عزم وعمل''، ''جاگ''، ''اعتراف'' اور ''ساقی'' نظمیں اقبال کے اثرات اور انقلابی رجحانات کا عکس لیے ہوئے ہیں۔ ''جاگ'' کو ان کی نمائندہ نظم قرار دیا جاتا ہے۔ وطنیت، انقلابی فکر اور جمالی فطرت ان کے ایسے موضوعات ہیں جو اقبال کی شاعری کا بھی خاصا ہیں۔

ابھی ظلمت اثر ہی خواب کی تعبیر ہے ساقی ۔۔۔ پلا دو جام جس میں چاند کی تنویر ہے ساقی
جبینِ گل پر ایک الجھی ہوئی تحریر ہے ساقی ۔۔۔ بڑے پیچاک میں گلزار کی تقدیر ہے ساقی (۱۸)

شہہ زور نے اقبال کا مطالعہ بڑی گہرائی سے کیا ہے۔ وہ اقبال کے افکار و نظریات سے ہی نہیں اُن کے لب و لہجے سے بھی متاثر نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی شاعری میں جلال و جمال، قوت حیات اور جذبہ حریت کا پیغام اقبال کی نمائندگی کرتا ہے۔ اِسی لیے سید سلیمان ندوی نے انھیں ایک خط میں لکھا:

> آپ کے کلام میں اقبال کی روح بولتی ہے۔ اس لیے آپ کو کشمیر کا اقبال کہا جاسکتا ہے۔ (۱۹)

فکر اقبال کا ایک اہم موضوع ''مرد مومن'' ہے۔ اقبال کا مرد مومن ''نرم دم گفتگو گرم دم جستجو''، حرکت وعمل اور جدوجہد مسلسل کا دوسرا نام ہے۔ شہہ زور اپنی نظم ''فطرت اور مومن'' میں یہی صفات ایک مرد مسلمان میں دیکھنا چاہتے ہیں۔

ہے فطرت کی سی گہرائی نگاہ مرد مومن میں
ملی ہے اس کے دل کو فطرتاً تقدیر سیمابی (۲۰)

کشمیر کے دیگر شعرا کی طرح شہہ زور میں بھی وطن کی محبت پوری طرح موجزن ہے۔ انھوں نے اپنی شاعری میں کشمیر کے برف پوش پہاڑوں، مرغزاروں، سرسبز وشاداب وادیوں، بہتے جھرنوں اور خوب صورت آبشاروں کو خوب خوب برتا ہے۔ اُن کی نظموں میں ''صبح شالیمار''، ''نمائش گاہ''، ''پری محل''، ''شفق شام میں''، ''جھیل ڈل کے کنارے'' اور ''وادی کشمیر'' میں وطن سے محبت کا وہی انداز ہے جو اقبال کے ہاں ہے۔

گل خیز ہے گل بار ہے گل پوش کشمیر
کیف و تنویر کی آغوش ہے کشمیر
اے حجلہ رنگین میں نواجوش ہے کشمیر
کشمیر نہاں رہ کے بھی ہے خوب عیاں آج
ہے وادی کشمیر پہ جنت کا گماں آج(۲۱)

شہہ زور کی اقبال سے محبت کا اندازہ یوں لگایا جاسکتا ہے کہ انھوں نے اقبال کو آشنائے راز کہہ کر خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

۵۔شوریدہ کاشمیری:

شوریدہ کاشمیری کا عہد برصغیر کا ہنگامہ خیز عہد ہے۔ اِس عہد میں ایک طرف سیاسی تبدیلیاں تیزی سے وقوع پذیر ہورہی تھیں تو دوسری طرف ترقی پسند تحریک نے اردو ادب کو ایک نئے رجحان سے روشناس کروانا شروع کردیا تھا۔ اُردو ادب بالخصوص اردو شاعری کا اس سے متاثر ہونا لازمی تھا۔ شوریدہ کاشمیری کے ہاں یہ اثرات غالب نظر آتے ہیں پروفیسر آل احمد سرور کے خیال میں:

اقبال کی پیمبرانہ آواز سبھی کو مسحور کر رہی تھی چناں چہ شوریدہ کے اس مجموعے (جوش جنوں) میں ۱۹۶۰ تک کا کلام ہے حسن وعشق کی لے کے ساتھ مناظر فطرت کی عکاسی بھی ہے، سماجی حقائق کی تصویر بھی، ایک سیاسی شعور بھی اور فطرت کی دلیری کے ساتھ اِس کی قاہری کا احساس بھی۔(۲۲)

شوریدہ کے دونوں شعری مجموعوں ''جوش جنوں'' اور ''جذب دروں'' میں نبی اکرمؐ سے عقیدت کا اظہار جا بجا نظر آتا ہے۔ اپنے کلام میں اقبال کی طرح شوریدہ کاشمیری بھی سسکتی ہوئی انسانیت کو دیکھ کر تڑپ اُٹھتے ہیں۔ انھیں کراہتی اور سسکتی ہوئی انسانیت کی بھلائی رب کائنات اور محسن انسانیتؐ کی بارگاہ میں ہی نظر آتی ہے۔

الٰہی پھر مسلماں صاحب تقدیر ہوجائے حیات اِس کی سراسر عشق کی تصویر ہوجائے
شاہ عرب ہمارا سردار اللہ اللہ خلق خدا کا پیارا غم خوار اللہ اللہ(۲۳)

شوریدہ پر اقبال کے اثرات کا جائزہ اس نظم سے لگایا جاسکتا ہے جو انھوں نے اپنی والدہ محترمہ کی وفات پر لکھی۔ اس میں انھوں نے اقبال کی نظم ''والدہ مرحومہ کی یاد میں'' کا عکس نظر آتا ہے۔

کون اب کھڑکی پہ آئے دیکھنے کو بار بار دیر سے گھر مدرسہ سے گاہ گاہ آتے ہیں ہم
سلسبیل و کوثر و تسنیم ہوں تیرے نصیب چشم دل سے درد وغم کے اشک ڈھلکاتے ہیں ہم(۲۴)

ان کی بعض نظموں کی تراکیب، تشبیہات اور استعارات کے استعمال میں بھی اقبال کے اثرات دکھائی دیتے ہیں بالخصوص ''ڈل کا منظر''، ''اقبال''، ''چناروں کا قتل'' اور ''شاعری درمندوں سے'' کو پڑھتے ہوئے اقبال کی نظموں کا گماں ہوتا ہے۔

درج بالا شعرا کے علاوہ حامدی کاشمیری، خلیفہ عبدالحکیم، خوشی محمد ناظر، حکیم منظور، مرزا غلام حسن بیگ، غلام احمد فاصل کاشمیری سمیت متعدد شعرا ایسے ہیں جو اقبال کی فکر سے متاثر ہوئے اور انھیں اپنی شاعری میں برتا۔ اقبال اور کشمیر ہمیشہ سے لازم وملزوم رہے ہیں۔ جہاں اقبال کو کشمیر سے گہری وابستگی رہی، وہیں اہل کشمیر نے بھی اقبال سے محبت کا حق ادا کیا۔ اقبال کی حیات میں ہی کشمیر میں اقبال کے حوالے سے تخلیقی، تحقیقی اور تنقیدی کاوشوں کا آغاز ہو چکا تھا جو آج تک جاری ہے اور رہے گا۔

حواشی

(۱) ڈاکٹر ایس ایم ناز، تصویر کشمیر، (لاہور: مقبول اکیڈمی، ۲۰۰۰)، ص ۲۱۲
(۲) طاؤس بانہالی، للہ عارفہ، (اسلام آباد: لوک ورثہ اشاعت گھر، س ن)، ۴۶
(۳) پروفیسر عبدالقادر سروری، کشمیر میں اردو، (سری نگر: جموں اینڈ کشمیر کلچرا کیڈمی، ۱۹۸۱)، ص ۳۱۳
(۴) ڈاکٹر محمد صابر آفاقی، اقبال اور کشمیر، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۷۷)، ص ۳۴
(۵) کلیم اختر، اقبال اور مشاہیر کشمیر، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۷۷)، ص ۱۲۶
(۶) ڈاکٹر محمد اقبال، کلیاتِ اقبال، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۷۷)، ص ۱۷۱
(۷) کلیم اختر، اقبال اور مشاہیر کشمیر، ص ۱۵۵
(۸) ڈاکٹر ایس ایم یوسف بخاری، انتخابِ کلامِ مہجور، (لاہور: کاشر کلچرا کیڈمی پاکستان، ۱۹۸۸)، ص ۲۷
(۹) ایضاً، ص ۸۰
(۱۰) کلیم اختر، اقبال اور مشاہیر کشمیر، ص ۴۵
(۱۱) ڈاکٹر محمد اقبال، کلیات اقبال، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۷۷)، ص ۳۲۴

(۱۲) غلام رسول نازکی، متاعِ فقیر، (سری نگر: تابش پبلی کیشنز، ۱۹۹۴)، ص ۴۱-۴۲
(۱۳) ایضاً، ص ۱۰۲
(۱۴) ایضاً، ص ۱۲۸
(۱۵) ایضاً، ص ۱۵۵
(۱۶) ایضاً، ص، ۱۶۷
(۱۷) پروفیسر حامدی کاشمیری، ریاست جموں و کشمیر میں اردو ادب، (سری نگر: گلشن پبلشرز، ۱۹۹۱)، ص ۱۲۹
(۱۸) ایضاً، ص ۱۳۰
(۱۹) ایضاً
(۲۰) ایضاً، ص ۱۳۱
(۲۱) ایضاً، ص ۱۳۲
(۲۲) پروفیسر آلِ احمد سرور، مقدمہ جوش جنوں، مصنف شوریدہ کاشمیری، (سری نگر: کاروان علم وادب، ۱۹۸۰)، ص ۸
(۲۳) شوریدہ کاشمیری، جوش جنوں، (سری نگر: کاروان علم وادب، ۱۹۸۰)، ص ۱۲۹
(۲۴) ایضاً، ص ۱۴۳

مآخذ:

(۱) آفاقی، محمد صابر، ڈاکٹر، اقبال اور کشمیر، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۷۷ء
(۲) اختر، کلیم، اقبال اور مشاہیر کشمیر، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۷۷ء
(۳) اقبال، محمد، ڈاکٹر، کلیاتِ اقبال، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۷۷ء
(۴) بانہالی، طاؤس، للہ عارفہ، اسلام آباد: لوک ورثہ اشاعت گھر، س ن
(۵) بخاری، ایس ایم یوسف، ڈاکٹر، انتخابِ کلامِ مہجور، لاہور: کاشر کلچرا کیڈمی پاکستان، ۱۹۸۸ء
(۶) سرور، آلِ احمد، پروفیسر، مقدمہ جوش جنوں، مصنف شوریدہ کاشمیری، سری نگر: کاروان علم وادب، ۱۹۸۰ء
(۷) سروری، عبدالقادر، پروفیسر، کشمیر میں اردو، سری نگر: جموں اینڈ کشمیر کلچرا کیڈمی، ۱۹۸۱ء
(۸) کاشمیری، حامدی، پروفیسر، ریاست جموں و کشمیر میں اردو ادب، سری نگر: گلشن پبلشرز، ۱۹۹۱ء
(۹) کاشمیری، شوریدہ، جوش جنوں، سری نگر: کاروان علم وادب، ۱۹۸۰ء
(۱۰) ناز، ایس ایم، ڈاکٹر، تصویر کشمیر، لاہور: مقبول اکیڈمی، ۲۰۰۰ء
(۱۱) نازکی، غلام رسول، متاعِ فقیر، سری نگر: تابش پبلی کیشنز، ۱۹۹۴ء